رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء ۔ عسی ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

روزنامہ الفضل لاہور

شرح چندہ
سالانہ ۲۱ روپے
ششماہی ۱۱ ”
سہ ماہی ۶ ”
ماہوار ۲ ”
فی پرچہ ۱ /

یوم پنجشنبہ
۲۲ ربیع الاول ۱۳۶۹ھ

جلد ۳۸/۴	۱۲ صلح ۱۳۲۹ ہش	۱۲ جنوری ۱۹۵۰ء	نمبر ۸

نواب محمد عبد اللہ خان صاحب کی صحت کے متعلق اطلاع

لاہور ۱۱ جنوری ۔ محترم نواب محمد عبد اللہ خان صاحب کی صحت کے متعلق اطلاع مظہر ہے کہ کل شام سے ذرا طبیعت میں کمزوری تھی مگر اب بفضلہ تعالیٰ صحت نسبتاً بحال ہوتی جاری ہے ۔ احباب صحت کاملہ کیلئے دعائیں فرماتے رہیں ۔

عوام کی شکایات کا ازالہ کرنے کے لئے فوری کارروائی عمل میں لائی جائے

محکمۂ مال اور نوآبادکاری کے عملہ کو حکومت مغربی پنجاب کی ہدایت

لاہور ۱۱ جنوری ۔ حکومت مغربی پنجاب نے اضلاع میں کام کرنے والے بندوبست کے عملہ کو ہدایت کی ہے کہ عوام کی شکایات کے ازالہ میں فوری کارروائی کی جائے کیونکہ حکومت کے نوٹس میں ایسی مثالیں آئی ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ مال اور نوآبادکاری کا ماتحت عملہ مہاجرین کے معاملات میں بے اعتنائی برتنے اور ان سے سخت کلامی سے پیش آنے کا مرتکب ہوتا رہا ہے ۔ حکومت کے نوٹس میں یہ بات بھی آئی ہے کہ اراضی کی الاٹمنٹ کے متعلق جب درخواستوں اور متعلقہ کاغذات کو نوآبادکاری کے ماتحت عملہ کے پاس رپورٹ یا مناسب کارروائی کیلئے روانہ کیا جاتا ہے تو یہ ملازمین بعض اوقات ان کاغذات کو دیدہ دانستہ یا غفلت کی بنا پر گنوا دیتے ہیں ۔ چونکہ اس طریق کار سے مہاجرین کو مشکل اور پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس لئے مقامی افسروں کو کہا گیا ہے کہ مذکورہ درخواستوں کو گنوا دینے یا غلط جگہ رکھ دینے والے ملازمین کے خلاف سخت انضباطی کارروائی عمل میں لائی جائے ۔ افسروں کو یہ بھی احکام دیئے گئے ہیں کہ قصبوں میں تارکین کے مسمار شدہ مکانوں کے ملبے کو محفوظ جائیداد متروکہ ایکٹ کے احکام کے مطابق مہاجرین میں نیلام کر کے زر نیلام کو سرکاری خزانہ میں داخل کیا جائے ۔

مجلس دستور ساز میں ریاستوں کی نمائندگی

کراچی ۱۱ جنوری ۔ بہاولپور خیرپور اور بلوچستان کی ریاستوں سے پاکستان مجلس دستور ساز کیلئے اپنے نمائندے نامزد کرنے کو کہا گیا ہے ۔ مجلس دستور ساز نے اپنے ۶ جنوری کے اجلاس میں بہاولپور اور خیرپور کی ریاستوں کے لئے ایک ایک نشست مقرر کی تھی ۔ نیز بلوچستان کی ریاستوں کے متعلق فیصلہ کیا گیا تھا کہ وہ مجلس دستور ساز کیلئے اپنا ایک نمائندہ نامزد کریں گی ۔

کولمبو کانفرنس میں جاپان کے متعلق غور و خوض

کولمبو ۱۱ جنوری ۔ دولت مشترکہ کے وزرائے خارجہ کی کولمبو کانفرنس میں آج جاپان سے صلح کا معاہدہ طے کرنے کے مسئلہ پر غور و خوض کیا گیا ۔ کانفرنس اس سے قبل عام بین الاقوامی سیاسی صورت حال اور چین کے مسائل پر غور کر چکی ہے ان معاملات میں جن پر ابھی غور کرنا باقی ہے جنوب مشرقی ایشیا میں کمیونزم کی توسیع کا مسئلہ بھی شامل ہے

ہم کی تحریک سے بیزاری کا اظہار کرتے ہوئے لکھا ہے کہ مشرقی افغانستان کا گورنر ان کی حمایت حاصل کرنے کی کوشش کرتا رہا ہے لیکن وہ ہمیشہ ہی اس کی درخواست کو ٹھکراتے رہے ہیں

انڈونیشیا میں احمدیت کے ذریعہ مذہبی بیداری کی رو ۔ مسٹر باہرام رگگوٹی کی تقریر

لاہور ۱۱ جنوری ۔ آج رات ہمارے انڈونیشی احمدی دوست مکرم باہرام رگگوٹی نے جو حال ہی میں انڈونیشیا سے تشریف لائے ہیں تعلیم الاسلام کالج ہال میں ایک دعوت طعام کے بعد جو ان کے اعزاز میں کالج یونین کی طرف سے دی گئی تھی ۔ ایڈریس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا ۔ میں یہاں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں اس غرض سے حاضر ہوا ہوں تاکہ احمدیت کے نور سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کروں اور ایک گوہر بے بہا بن کر اپنے وطن میں واپس جاؤں ۔ اور احمدیت کا پیغام زیادہ جوش کے ساتھ پھیلا سکوں ۔ آپ نے فرمایا کہ بے شک انڈونیشیا نے آزادی حاصل کر لی ہے اور یہ نہایت مبارک بات ہے لیکن بغیر اخلاق عالیہ کے آزادی سے فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا ۔ آپ نے بتایا انڈونیشیا میں احمدیت مسلمانوں کی بیداری کے تعلق میں بڑا کام سرانجام دے رہی ہے اگرچہ وہاں بھی اس کے راستے میں بعض روکاوٹیں ہیں مگر احمدیت کے مبلغین کی کوششیں ضرور پھل لائیں گی ۔ مکرم مولانا رحمت علی صاحب کی تبلیغی مساعی اور سرگرمیوں کو سراہتے ہوئے آپ نے کہا ۔ انڈونیشیا میں تقریباً دس ہزار احمدی ہیں جن کی تعداد روز بروز بڑھ رہی ہے ۔ دس انڈونیشی مبلغین بھی وہاں کام کر رہے ہیں ۔ آپ نے بتایا کہ انڈونیشیا میں پاکستان کے پراپیگنڈا کے تعلق میں احمدیوں نے نمایاں حصہ لیا ہے ۔

مسٹر باہرام رگگوٹی ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ نوجوان ہیں ۔ آپ انگریزی زبان میں خوب تقریر کر سکتے ہیں ۔ عربی اور ڈچ زبانوں میں بھی آپ کو دسترس حاصل ہے کئی کتابوں کے مصنف اور ماہنامہ کلچر میگزین کے ایڈیٹر ہیں ۔ آپ نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقریر ”اسلام کا اقتصادی نظام“ کا بھی انڈونیشی زبان میں ترجمہ کیا ہے ۔

پانچ سو مہمند قبائلیوں کی حکومت پاکستان سے درخواست

پشاور ۱۱ جنوری ۔ پانچ سو خانے زئی مہمند قبائلیوں نے بعض ان قبائل کی طرف سے جو پاکستان کی حفاظت میں نہیں ہیں سرحد کے پولیٹیکل ایجنٹ سے تحریری طور پر درخواست کی ہے کہ حکومت پاکستان ان کو بھی اپنی حفاظت میں لے لے اور ان کی اسی طرح سرپرستی کرے جس طرح کہ وہ دیگر سرحدی قبائل کی کر رہی ہے انہوں نے اپنی درخواست میں نام نہاد پٹھانستان ...

مسٹر نوئیل بیکر کراچی آ رہے ہیں

کولمبو ۱۱ جنوری ۔ برطانیہ کے تعلقات دولت مشترکہ کے وزیر مسٹر نوئیل بیکر نے یہ اعلان کیا ہے کہ وہ برطانیہ واپس جاتے ہوئے راستہ میں نجی طور پر کراچی اور نئی دہلی بھی ٹھہریں گے ۔ وہ اس ہفتے کے آخر تک کولمبو سے روانہ ہونے کا ارادہ رکھتے ہیں ۔

ہالینڈ سے مکرم مولوی غلام احمد صاحب بشیر کی روانگی

جھنگ ۱۱ جنوری ۔ مکرم حافظ قدرت اللہ صاحب مبلغ انچارج ہالینڈ مشن بذریعہ تار مطلع فرماتے ہیں کہ مکرم مولوی غلام احمد صاحب بشیر پاکستان آنے کے لئے یہاں سے روانہ ہو گئے ہیں ۔ احباب بخیر و عافیت پہنچنے کے لئے دعا فرمائیں ۔

سلامتی کونسل کی صحیح تشکیل کا معاملہ طے ہونے تک مسئلہ کشمیر پر بحث ملتوی رہیگی

روس نیشنلسٹ چین کے نمائندے کے اخراج پر بدستور مصر ہے

لیک سکسس ۱۱ جنوری ۔ ایک خبر رساں ایجنسی کا کہنا ہے کہ سلامتی کونسل میں کشمیر کا مسئلہ اس وقت تک زیر بحث نہیں آئے گا جب تک کہ سلامتی کونسل کی صحیح تشکیل کا معاملہ طے نہیں ہو جاتا ۔ روس نیشنلسٹ چین کے نمائندے کے اخراج پر بدستور زور دے رہا ہے ۔ کل روسی نمائندہ مسٹر یعقوب ملک یہ مطالبہ کرتے ہوئے کونسل کے اجلاس سے اٹھ گئے کہ کونسل کا اجلاس اس وقت تک نہ بلایا جائے جب تک کہ چین کے نمائندہ کو خارج نہ کر دیا جائے چنانچہ اب اس بات کا خطرہ محسوس کیا جا رہا ہے کہ روس کہیں مجلس اقوام کے تمام اداروں کا بائیکاٹ نہ کر دے ۔

نیشکر اور کپاس کی فصل کا تخمینہ

کراچی ۱۱ جنوری ۔ ۱۹۴۹-۵۰ء کی کپاس کی فصل کا جو تخمینہ شائع ہوا ہے اس میں زیر کاشت رقبہ میں گذشتہ سال کی نسبت تین فیصدی کی کمی دکھائی گئی ہے ۔ اس سال کل ۲۷ لاکھ ۸۶ ہزار ایکڑ زمین میں کپاس بوئی گئی جبکہ گذشتہ سال ۲۸ لاکھ ۳۰ ہزار ایکڑ زمین زیر کاشت لائی گئی تھی ۔ فصل کی عمومی حالت اچھی ہے ۔ گنے کی فصل کے زیر کاشت رقبہ میں ۳ء۲ فیصدی کا اضافہ دکھایا گیا ہے ۔

احرار کانفرنس کے جواب میں جماعت احمدیہ سیالکوٹ کا

عظیم الشان جلسہ

مورخہ ۱۵ر جنوری ۱۹۵۰ء بروز اتوار بمقام احمدیہ جلسہ گاہ بالمقابل منزوا ٹاکیز ریلوے روڈ سیالکوٹ

مجلس احرار نے اپنے افسوسناک ماضی اور اپنی قدیمی پاکستان دشمنی کے پیش نظر اپنے خداوندان نعمت نہرو و پٹیل کی آرزوؤں کو کامیاب بنانے اور سرزمین پاکستان کو باہمی جھگڑوں اور منافقتوں کا آماجگاہ بنا کر پاکستان کے امن وسکون کو برباد کرنے کی مذموم غرض سے "قادیانی وغیر قادیانی" کا سوال پیدا کرنے کی کوشش شروع کر دی ہے۔ پاکستان کو نعوذ باللہ "پلیدستان" کہنے والے (دیکھو خطبات احرار) اور قائد اعظم کو "کافر اعظم" اور "کافر اعظم" کہنے والے۔ اور وہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری جنہوں نے ۱۹۴۷ء میں پسرور کے جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے قائد اعظم اور مسلم لیگ کو مخاطب کر کے یہ کہا تھا کہ تم کہتے ہو ہم نے پاکستان بنانا ہے۔ یاد رکھو کہ کسی ماں نے وہ بچہ نہیں جنا۔ جو پاکستان بنانا تو کجا پاکستان کے لفظ کی "پ" کا لفظ بھی لکھ سکے۔ وہ احراری امیر شریعت جب اپنی آنکھوں سے پاکستان کو روئے زمین پر ایک زبردست حقیقت کی صورت میں دیکھ رہے ہیں۔ تو آتش حسد و عناد ان کے دل میں بھڑک اٹھتی ہے۔ اسلئے وہ پاکستان کو شرارت اور خانہ جنگی کی آماجگاہ بنانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں لیکن پاکستانی مسلمان اب "مسجد شہید گنج" کی شہادت سے پہلے کا مسلمان نہیں۔ بلکہ ایک باشعور اور آزاد مسلمان ہے وہ احراری ہتھکنڈوں سے بخوبی واقف ہے۔ ہر مسلمان جانتا ہے کہ احراریوں کا لیڈر حبیب الرحمن دہلی میں بیٹھا ہے اور اسکا خواجہ تاش۔ عطاء اللہ شاہ بخاری اور اسکے ساتھی پاکستان میں سرگرم ریشہ دوانی ہیں۔ مسلمان جانتا ہے کہ احراریوں نے اپنی یہ سرگرمیاں محض مسئلہ کشمیر کی طرف سے اہل پاکستان کی توجہ کو ہٹانے اور پاکستان کے خوشحال امن وسکون کو برباد کر کے اپنی کھوئی ہوئی ساکھ بٹھانے کے لئے شروع کی ہے مسلم لیگ کے آنے والے انتخاب کو دیکھ کر یہ لوگ مسلم لیگ پر قبضہ کرنے کے لئے پھر بار نا کام کوشش کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ چوہدری افضل حق صاحب "مفکر احرار" خود یہ اقبال جرم بدیں الفاظ کر چکے ہیں "سرمایہ دار نظام میں گھس کر حملہ کرنا کیا مشکل ہے۔ باوجود اسکے ہم نے دو دفعہ مسلم لیگ میں گھسنے کی کوشش کی۔ تاکہ اس پر قبضہ جما لیں۔ لیکن دونوں دفعہ قاعدے اور قانون نئے بنا دیئے گئے۔ تاکہ ہم بیکار ہو جائیں" مسلمان جانتا ہے کہ پاکستان کے یہ ازلی دشمن کبھی بھی پاکستان کے خیر خواہ اور ہمدرد نہیں ہو سکتے۔ اور انہوں نے احمدیہ جماعت کو نشانہ طعن و تشنیع بھی مندرجہ بالا مذموم اغراض کی تکمیل کے لئے بنایا ہے۔ اسلئے اس وقت ہر مسلمان اور ہر پاکستان کے سچے ہمدرد کا فرض ہے کہ وہ باہمی جھگڑوں اور تنازعوں میں الجھنے کی بجائے پاکستان کے ان اندرونی و بیرونی دشمنوں کی حقیقت دروں پردہ کو بے نقاب کرے تاکوئی سادہ لوح مسلمان ان کے دام تزویر میں نہ آئے۔ اس غرض سے جماعت احمدیہ سیالکوٹ کا ایک عظیم الشان جلسہ مورخہ ۱۵ر جنوری ۱۹۵۰ء بروز اتوار بوقت ساڑھے دس بجے صبح سے پانچ بجے شام تک بمقام احمدیہ جلسہ گاہ بالمقابل منروا ٹاکیز ریلوے روڈ سیالکوٹ منعقد ہو رہا ہے۔ اس جلسہ کا مقصود کسی اسلامی فرقہ کی مخالفت نہیں۔ بلکہ محض احراریوں کی حقیقت کو آشکار کرنا۔ اور یہ بتانا ہے کہ احراریوں کا جماعت احمدیہ کے خلاف یہ پراپیگنڈا کہ نعوذ باللہ احمدیہ جماعت۔ ختم نبوت اور جہاد کی منکر ہے۔ سراسر جھوٹا اور بے بنیاد ہے۔ جماعت احمدیہ کا ہر فرد خدا کے فضل سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو سچے دل سے خاتم النبیین یقین کرتا اور فریضہ جہاد پر ایمان رکھتا ہے۔ بلکہ عملاً جہاد کشمیر میں شریک بھی ہے اس کے برخلاف احراریوں کی قومی خدمات سے ہر مسلمان بخوبی واقف ہے۔ لہذا تمام مسلمانان سیالکوٹ کی خدمت میں درخواست کی جاتی ہے کہ اس جلسہ میں جوق در جوق شریک ہو کر پاکستان کی محبت اور خدمت کے جذبہ کا ثبوت دیں۔ تاکہ مملکت خداداد پاکستان کے ان ازلی دشمنوں کی اصل حقیقت ان پر آشکار ہو۔ مندرجہ ذیل علماء کرام اس جلسہ میں شرکت فرما رہے ہیں۔ پروگرام جلسہ علیحدہ شائع کیا جائے گا۔

(۱) صدارت۔ چوہدری اسد اللہ خان صاحب (۲) جناب ثاقب زیروی (۳) مولانا ابوالعطاء مولوی اللہ دتا صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ (۴) مولوی جلال الدین صاحب شمس سابق مبلغ ممالک عربیہ و انگلستان (۵) مولانا عبدالمالک صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ (۶) جناب ملک عبد الرحمن صاحب خادم بی۔ اے ایل۔ ایل بی ایڈووکیٹ گجرات

المعلن۔ سید امجد علی سیکرٹری نشر و اشاعت جماعت احمدیہ شہر سیالکوٹ

جلسہ سالانہ پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالے کا ارشاد

مجھ سے خواہش ظاہر کی گئی ہے کہ میں الفضل کے متعلق بھی تحریک کروں کہ احباب اس کی اشاعت کو بڑھانے کی طرف توجہ دیں۔ پچھلے سال میں نے احباب کو ایجنسیاں قائم کرنے کے لئے کہا تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ اس تحریک کی وجہ سے اب دوگنی ہو گئی ہے۔ مگر میرے نزدیک یہ بھی کم ہے۔ جہاں جہاں شہروں میں جماعتیں پائی جاتی ہیں۔ دوستوں کو وہاں ایجنسیاں قائم کرنی چاہئیں۔ اور الفضل کی اشاعت کو بڑھانے میں مدد کرنی چاہیئے۔

اس دفعہ ہندوستان کی جماعتوں کے لئے ایک ہفتہ وار اخبار الرحمت نامی جاری کیا گیا ہے۔ آپ لوگوں میں سے جن احباب کے ہندوستان میں دوست ہوں وہ انہیں الرحمت کا خریدار بنائیں تاکہ ادھر کے لوگ جلد منتظم ہو سکیں۔

ایجنسی پشاور

پشاور اور اس کے گرد و نواح کے اصحاب تک تازہ پرچہ الفضل روزانہ پہنچانے کے لئے مکرم سید مسعود حسن صاحب ۷ فورٹ روڈ پشاور چھاؤنی نے ذمہ لیا ہے۔ احباب ان سے تعاون فرما کر اشاعت کا ثواب حاصل کریں۔

(مینیجر)

وعدے جلد بھجوائے جائیں

تحریک جدید کے وعدوں کی ابھی تک بہت کم فہرستیں موصول ہوئی ہیں۔ اب جب کہ دوست جلسہ سالانہ کے بعد واپس اپنی اپنی جگہ پہنچ چکے ہیں۔ عہدہ داران احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ وعدوں کی فہرستیں جلد سے جلد مرتب فرما کر ارسال فرمائیں۔

احباب حضور کے اس ارشاد کو خصوصیت سے مدنظر رکھیں کہ دفتر دوم کی آمد کا کم از کم پانچ لاکھ تک پہنچانا تبلیغی کاموں کو احسن طور پر چلانے کے لئے نہایت ضروری ہے اور اس کے لئے حضور نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ جماعت کے ہر نوجوان کو جو اب برسر روزگار ہو چکا ہے۔ تحریک جدید کے دفتر دوم میں شامل کیا جائے۔

(نائب وکیل المال تحریک جدید ربوہ)

روزنامہ — الفضل — لاہور
مورخہ ۱۲ جنوری ۵۰ء

چند متفرق باتیں

(کل سے پیوستہ)

کل ہم نے الفضل میں مختصراً مولوی محمد حنیف صاحب کے اس اعتراض کا کہ مسیح علیہ السلام کی وفات کا اعلان قرآن کریم میں صاف صاف ہونا چاہیئے تھا مختصراً جواب دیا تھا۔ آج ہم اس امر کی ذرا اور وضاحت کرتے ہیں۔ مولوی صاحب فرماتے ہیں:۔

"گے ہاتھوں آپ حیات مسیح سے متعلق یہ معلوم کر لیجیئے کہ وہ کیا تنقیحات ہیں۔ جن پر روشنی ڈالنی چاہیئے۔ اور وہ کیا انداز ہے سوچنے کا جو درست نتائج پر پہنچا سکتا ہے۔ اور مرزائی کیونکر اس انداز سے پہلو تہی کرتے ہیں۔ سب سے پہلے اسکی تاریخی پچھواڑ پر غور فرمایئے۔ کہ یہودی بھی ایک مسیح کے منتظر ہیں۔ اور عیسائی بھی اسکی آمد ثانی کے قائل اور اسکی زندگی کے معترف۔۔

یہ تو درست ہے۔ کہ یہودی عیسائی اور مسلمان بھی ایک مسیح کے منتظر ہیں۔ لیکن تاریخ کے مطابق تینوں گروہوں کے عقائد جدا جدا ہیں۔ یہودی تو کہتے ہیں۔ کہ ابھی مسیح موعود آیا ہی نہیں۔ پہلے آسمان سے ایلیا نبی اترے گا۔ اور پھر اس کے بعد شہزادہ مسیح داؤد کی نسل سے یہودیوں کو فاتح بنانے گا۔ آئے گا۔ اس کے خلاف عیسائیوں کا عقیدہ ہے۔ کہ مسیح آ گیا ہے۔ اور یوحنا ایلیا تھا۔ جو اس کے پہلے آنا تھا۔ مسیح موعود ۳۳ سال کی عمر میں صلیب پر وفات پا گیا۔ تین دن قبر میں مردہ ہو کر پڑا رہا۔ پھر زندہ ہو کر آسمان پر چلا گیا۔ اور اپنے باپ کی دائیں طرف جا بیٹھا۔ اور آخری زمانہ میں اپنی پوری شان و شوکت کے ساتھ آسمان سے زمین پر اترے گا۔ مولوی محمد حنیف صاحب اور ان کے ہمخیال مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ مسیح علیہ السلام نے صلیب پر وفات نہیں پائی۔ ان کی جگہ ایک اور شخص مصلوب ہوا۔ اور وہ خود آسمان پر چلا گیا۔ اب چوتھے آسمان پر ہے۔ اور آخری زمانہ میں آسمان سے اترے گا۔ اور مسلمانوں کے ساتھ مل کر عیسائیت کو دنیا سے مٹائیگا وغیرہ وغیرہ۔

مولوی محمد حنیف صاحب فرماتے ہیں کہ

اب قرآن کا منصب یہ ہونا چاہیئے کہ وہ دونوں (یہودیوں اور عیسائیوں۔ الفضل) کے عقیدے کے مقابلہ میں بتائے۔ کہ اسکی کیا روش ہے آیا مسیح کا انتقال ہو چکا۔ یا وہ ابھی زندہ ہے اور دوبارہ آئے گا۔

یہودیوں کے متعلق تو دوبارہ آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کیونکہ ان کا مسیح موعود تو ابھی تک پہلی بار بھی نہیں آیا۔ اس لئے اسکی موجودہ زندگی کا بھی سوال پیدا ہی نہیں ہو سکتا۔ اب رہے عیسائی تو ان کے عقیدے کے مطابق تو مسیح موعود فوت ہو گیا تھا۔ البتہ دوبارہ زندہ ہو کر آسمان پر چڑھ گیا تھا۔ اس لئے تاریخی نقطۂ نظر سے مسیح علیہ السلام کی وفات ثابت کرنے کے تو کوئی معنی ہی نہ تھے۔ یہودی کہتے کہ واہ واہ وہ تو ابھی پیدا ہی نہیں ہوا۔ مر کیسے گیا۔ عیسائی کہتے اگر وفات کا ہی سوال ہے۔ تو وہ تو صلیب پر وفات پا چکا ہے۔ تم کہتے ہو کہ ہر انسان مرتا ہے۔ اور مسیح چونکہ مر گیا ہے۔ اس لئے وہ انسان تھا۔ ہم تو اس سے بھی آگے جاتے ہیں۔ ہم تو کہتے ہیں کہ تین دن کے لئے تو خدا بھی مر سکتا ہے۔ انسان مرتا ہے۔ تو کیا ہوا۔

مولوی محمد حنیف صاحب ندوی بتائیں۔ کہ اس کا ان کے پاس کیا جواب ہے۔ عیسائیوں کے نزدیک تو موت سے الوہیت میں کوئی فرق ہی نہیں پڑتا۔ پھر یہ دلیل ان کے سامنے کیا اثر رکھ سکتی تھی۔ کہ مسیح تو فوت ہو گیا ہے۔ وہ خدا کیسے ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ مولوی محمد حنیف صاحب فرماتے ہیں۔

"عیسائیوں کے نقطۂ نظر سے حضرت مسیح خدا اور خدا کے بیٹے ہیں۔ اب اگر مسیح کا انتقال ہو چکا ہے۔ تو یہ ایسے عقیدہ پر ایسی براہ راست چوٹ ہے۔ جس کی سہار عیسائیت ہیں بالکل نہیں لیکن کتنے تعجب کی بات ہے۔ کہ سارے قرآن میں ایک جگہ بھی وفات مسیح کو بطور ابطال الوہیت مسیح کے پیش نہیں کیا گیا"۔

جس ابطال الوہیت کی دلیل کا گھڑا گھڑایا جواب عیسائیوں کے پاس موجود تھا۔ ایسی دلیل کی حکمت ہماری سمجھ میں تو نہیں آتی۔ اللہ تعالےٰ تو یہ دلیل جب دیتا کہ پہلے یہ منوالیتا۔ کہ (۱) خدا مرتا نہیں۔ (۲) انسان ضرور مرتا ہے۔ (۳) عیسیٰ علیہ السلام انسان تھے۔ اور اگر عیسائی یہ تینوں باتیں مان لیں۔ تو نتیجہ ظاہر ہے۔ پھر اسکو خاص طور پر منوانے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے جا بجا قرآن کریم میں ان تینوں باتوں پر ہی زور دیا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ یہی طریق اندریں حالات مناسب ترین اور موثر ترین بھی تھا۔ یہی نہیں بلکہ اللہ تعالےٰ نے جا بجا اس نتیجہ کی طرف رہنمائی بھی فرمائی۔ اور نہایت فصاحت و بلاغت سے مسیح علیہ السلام کی وفات کو بیان فرمایا۔ یہاں تک کہ جو بھی قرآن کریم کو ذرا غور سے مطالعہ کرے۔ یہ بات اس کے دل پر نقش ہو جاتی ہے۔ چند آیات ملاحظہ فرمایئے:۔

(۱) وکنت علیہم شہیدا مادمت فیہم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم (مائدہ آخری رکوع)

(۲) وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل۔ (آل عمران رکوع ۱۵)

(۳) اذ قال اللہ یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ۔ (آل عمران رکوع ۶)

(۴) وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد افان مت فھم الخالدون۔ (انبیاء رکوع ۳)

ان آیات سے صاف مسیح علیہ السلام کی وفات ثابت ہوتی ہے۔ دوسری اور چوتھی آیت سے ثابت ہے کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پہلے جتنے رسول آئے۔ جن میں عیسیٰ علیہ السلام بھی شامل ہیں۔ فوت ہو چکے ہیں۔

اللہ تعالےٰ نے یہ طریق اس لئے اختیار کیا۔ کہ عیسائی صغریٰ اور کبریٰ دونوں کے منکر تھے۔ ضرور تھا۔ کہ ان کو دونوں کا قائل کیا جاتا۔ پھر نتیجہ خود بخود روشن ہو جاتا ہے۔ عیسائی نہیں مانتے تھے۔ کہ صرف انسان ہی مرتا ہے۔ خدا نہیں مرتا۔ عیسائی نہیں مانتے تھے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صرف انسان تھے۔ اور خدا نہیں تھے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے صغریٰ اور کبریٰ منوانے پر زور دیا۔ اگر عیسائی یہ مان لیں۔ تو مسیح علیہ السلام کی الوہیت قائم نہیں رہ سکتی۔ بلکہ خود بخود ڈھ جاتی ہے۔ جب درخت کی جڑ اکھاڑ دی جائے۔ تو یہ کہنا کہ درخت قائم ہے یا نہیں فضول ہے۔ اصل چیز تو یہ تھی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انسان اور انسان کا ضرور فوت ہونا ثابت کیا جاتا۔ یہی فصیح ترین اور بلیغ ترین طریقہ تھا۔ مثلاً

(۱) عیسیٰ علیہ السلام انسان تھے۔ خدا نہیں تھے۔

(۲) تمام انسان ضرور مرتے ہیں۔ خدا نہیں مرتا۔ جب یہ ثابت ہو گیا۔ تو نتیجہ دو اور دو چار کی طرح خود بخود ظاہر ہو گیا۔ عیسائیوں کی ذہنیت کے لحاظ سے یہی ترتیب بہترین تھی۔ چنانچہ دیکھئے بعد میں عیسائیوں کو اپنے عقیدے میں تبدیلی کرنا پڑی۔ اور کہنا پڑا کہ یسوع خدا بھی تھا۔ اور انسان بھی۔ خدا کے لحاظ سے نہیں مرا۔ مگر انسان کے لحاظ سے مرا تھا۔ یہ قرآن کریم کا اثر ہے۔ اب اگر وہ اس کو صرف انسان مان لیں۔ تو کتنا اچھا نتیجہ نکل سکتا ہے۔ احمدیوں کی کوشش اب یہی ہے۔ کہ قرآن کریم سے آپ کو صرف انسان بھی ثابت کیا جائے۔ اور یہ بھی ثابت کیا جائے کہ وہ عیسائیوں کے خیال کے مطابق بطور خدا کے کفارہ بننے کے لئے یا یہودیوں کے خیال کے مطابق نعوذ باللہ لعنتی موت سے صلیب پر نہیں فوت ہوئے تھے۔ بلکہ عام انسانوں بلکہ خدا کے راستبازوں کی طرح فوت ہوئے تھے۔ اس لئے ہمارا دعویٰ ہے۔ کہ قرآن کریم نے نہایت فصیح بلیغ طریق سے یہودیوں اور عیسائیوں کا رد پیش کیا ہے۔ اور جو طریق اس نے اختیار کیا ہے۔ وہی افصح اور ابلغ ہے۔ نہ کہ وہ جو مولوی محمد حنیف صاحب سمجھتے ہیں۔ حالانکہ جیسا کہ ہم نے کل ثابت کیا تھا کہ قرآن کریم میں صاف صاف لفظوں میں بھی مسیح علیہ السلام کی وفات دو ٹوک بیان فرمائی ہے۔ خاصکر نبیوں اور خدا کے راستبازوں کی وفات کے بیان کرنے کے لئے تو رفع الی اللہ کا محاورہ نہایت موزوں ہے۔ اور قرآن کریم کی بلاغت کی دلیل ہے۔ معلوم نہیں۔ مولوی محمد حنیف صاحب کو اس پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ رفع الی اللہ کے معنے صعود بر آسمان تو کسی تاویل سے بھی نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کو مقید نہیں مانا جا سکتا۔ پھر آسمان کے معنی بھی متعین نہیں ہیں۔ بلکہ تحقیقات حاضرہ کی رو سے آسمان حد نظر کا نام ہے۔

کیا تحریک جدید میں شامل ہونا اختیاری ہے؟

"گو اس تحریک میں شامل ہونا اختیاری ہوگا۔ مگر جو شخص شامل ہونے کی اہلیت رکھنے کے باوجود اس خیال کے ماتحت شامل نہیں ہوگا۔ کہ خلیفہ نے شمولیت کو اختیاری قرار دیا ہے۔ وہ مرنے سے پہلے اس دنیا میں یا مرنے کے بعد اگلے جہان میں پکڑا جائے گا۔۔۔۔۔۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ ہر وہ شخص جو اپنے اندر ایمان کا ایک ذرہ بھی رکھتا ہے۔ میری اس تحریک پر آگے آئے گا۔ اور وہ شخص جو خدا تعالیٰ کی آواز پر کان نہیں دھرتا۔ اس کا ایمان کھویا جائے گا۔" آپ کے وعدے کا انتظار ہے۔

(نائب وکیل المال تحریک جدید)

لیڈی ڈاکٹر کی ضرورت

نور ہسپتال ربوہ میں ایک لیڈی ڈاکٹر کی آسامی خالی ہے۔ جس کے لئے معقول تنخواہ مقرر ہے۔ ایسی لیڈی ڈاکٹر کے لئے اچھا موقعہ ہے۔ جو سلسلہ کے مرکز کی پرامن اور روحانی خزانے سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ تنخواہ کے علاوہ کچھ آمد پریکٹس کے ذریعہ بھی متوقع ہے۔ درخواست بنام انچارج نور ہسپتال ربوہ ضلع جھنگ آنی چاہیئے۔

(ڈاکٹر حشمت اللہ خاں انچارج نور ہسپتال ربوہ ضلع جھنگ)

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" (الہام حضرت مسیح موعود)

فلسطین کے یہودی علاقہ میں گولیوں کی بوچھاڑ کے درمیان تبلیغ اسلام

رسالہ البشریٰ کی اشاعت حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کا عربی میں ترجمہ

از مکرم مولوی محمد شریف صاحب فاضل مجاہد احمدیت

مارچ ۴۸ء سے ستمبر ۱۹۴۸ء تک یہاں قیامت برپا رہی۔ آج یہاں کے دس لاکھ مسلمان عربوں میں سے ساڑھے آٹھ لاکھ مسلمان عرب جلاوطن اور بے خانماں ہو کر ہمسایہ ممالک میں پناہ گزین و خیمہ زن ہیں اور عیسائی دنیا کی خیرات اور اسلامی ممالک کے صدقات پر بسر اوقات کر رہے ہیں۔

جولائی سے نومبر تک یہودیوں نے جلیل و نقب میں بالائی ہدایتوں کے مطابق جنگ جاری رکھی۔ اور اس وقت عربی ممالک کی فوجیں اپنے اپنے ممالک میں بس چکی ہیں۔ اور سابقہ فلسطین کا ⅔ سے زیادہ حصہ یہودیوں کے قبضہ میں ہے۔

یورپین نمائندوں سے یہاں اسرائیل کی مردم شماری یہودیوں نے ماہ جون ۴۸ء میں پہلی دفعہ کی۔ اس وقت ملک اسرائیل میں پچیس ہزار کے قریب غیر یہودی تھے۔ جن میں سے دس ہزار کے قریب عرب تھے۔ اور باقی دیگر اجنبی تھے۔ اور یہ اس علاقہ کا حال ہے جہاں نومبر ۱۹۴۷ء میں ساڑھے چار لاکھ عرب رہتے تھے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

گزشتہ حکومت نے ماہ مارچ ۱۹۴۸ء میں یہاں سلسلہ آمد و رفت و رسل و رسائل بند کر دیا تھا۔ ریلیں بند کر دی تھیں۔ اور سب لوگوں کو (یہودیوں کے سوا کیونکہ ان کی حکومت کے اندر حکومت بن چکی تھی۔) اپنے اپنے علاقوں اور گھروں میں محصور کر دیا تھا۔ ۱۵ مئی سے جب یہودیوں نے حکومت اسرائیل قائم کرنی شروع کر دی۔ غیر یہودیوں کو جن کا نام موجودہ ایام میں B کلاس ہے جنگ کے عذر سے اپنے اپنے جائے رہائش میں بند رکھا۔ اور اب تک پابندی باقی ہے۔ اور B کلاس پر ملٹری رول نافذ ہے اپنے جائے رہائش سے دوسری جگہ جانے کے لئے ملٹری پرمٹ لینے کا حکم ہے۔ پرمٹ دو ہاتوں کے لئے بعد تحقیقات ملتا ہے۔ کوئی دوسری جگہ ملازمت یا مزدوری کرتا ہو۔ یا قریب ترین عزیز رشتہ دار کی ملاقات کے لئے دیں۔

۲۲ اپریل ۱۹۴۸ء کو یہودیوں نے حیفہ فتح کر لیا۔ ۲۴ اور ۲۵ کو ملحقات حیفہ پر قبضہ کر لیا۔ اسی سلسلہ میں ۲۵ تاریخ کو ماؤنٹ کرمل پر واقعہ عرب آبادی کبابیر کی (جو کہ ہمارا مرکز ہے) باری آگئی۔ صبح ہوتے ہی چاروں اطراف سے مسلح فوجوں نے محاصرہ کر لیا۔ اور ہمارے سامنے دو شرطیں پیش ہوئیں۔ ہجرت کرنا چاہیں تو ہتھیار وغیرہ دے کر ہجرت کر جائیں یہاں رہنا چاہیں تو ہتھیار وغیرہ اور جس قدر سپاہی آپ کے پاس مقیم ہیں وہ ہمارے سپرد کر دیں۔ ہجرت کرنا ہمارے لئے چنداں فائدہ مند نہ تھا۔ کیونکہ ہم نے ارشاد نبوی من قتل دون مالہ او عرضہ فھو شہید پر عمل کرنے کا عزم کر رکھا تھا۔ لیکن کوئی ہمارے ہاں آیا نہ تھا۔ . . . .

مغرب تک گوشہ گوشہ کی تلاش و تفتیش کر کے All clear دیئے گئے۔

۱۵ اگست ۴۸ء سے جون ۴۹ء تک سارے اصلی اسرائیل میں صرف ہماری احمدیہ مسجد سیدنا محمود سے ہی پانچ وقت اذان بلند ہوتی رہی باقی سب مساجد مہجور ہو گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہماری آنکھوں کے سامنے شہر گر گئے اور آبادیاں ویران ہو گئیں۔ اور انسانی خون سب سے ارزاں نظر آیا اور وکاین من قریۃ عتت عن امر ربھا ورسلہ فحاسبناھا حساباً شدیداً وعذبناھا عذاباً نکرا کا منظر موجود ہے۔ اور اس زمین کے باشندوں کی آبادیاں خدا کے لئے سربسجود ہیں نستغفر اللہ ربی من کل ذنب ونتوب الیہ

ایسے حالات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خاطر اور آپ کی دعوت بلند کرنے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ اور مخلصین احمدیت کی پُر درد و تاثیر دعاؤں کے سبب سے ہمیں اور ہمارے مرکز کو محفوظ رکھا۔ اور تا حال اس کا غیبی ہاتھ ہمارے لئے سہارا ہے۔ اور امید ہے کہ وہ اپنے فضل سے آئندہ بھی ہمارے ساتھ ہوگا۔

ان ایام میں جبکہ ہمارے شمال اور ہمارے جنوب اور ہمارے مشرق اور ہمارے مغرب سے ہم پر عمداً و خطأً بھی گولیاں برستی تھیں۔ اور ہر دن اپنے ساتھ نئے خطرات لاتا تھا۔ اور ہر رات یہ معلوم نہ ہوتا تھا کہ صبح ہم پر طلوع ہوگی یا نہیں۔ اور ہم تخافون ان یتخطفکم الناس کے مصداق تھے۔ دعوت احمدیت کا کام بھی بفضلہ تعالیٰ باوجود محصور ہونے کے جاری رہا۔ والحمد للہ علیٰ ذالک

رسالہ البشریٰ

اگرچہ بیرونی دنیا کے ساتھ مارچ ۱۹۴۸ء سے فروری ۴۹ء تک سلسلہ عام ڈاک منقطع رہا۔ تاہم رسالہ البشریٰ بفضلہ تعالیٰ باقاعدہ جاری رکھا گیا اور اس کے بارہ نمبروں کا مجموعہ (جلد ۱۴) اس میں ۲۰×۲۶ کے ۱۴۴ صفحات پر مشتمل شائع ہوا اس میں شائع شدہ مضامین کی فہرست درج کرنے کی یہاں ضرورت نہیں۔ کیونکہ ہر نمبر کی چند کاپیاں بذریعہ ڈاک بھجوائی جاتی رہی ہیں۔

جن ایام میں بیرونی دنیا سے سلسلہ ڈاک منقطع تھا بیرونی ممالک کو جس قدر رسالہ بھیجا جاتا تھا۔ وہ محفوظ رکھا جاتا تھا۔ اور مقامی طور پر جس قدر تقسیم کیا جا سکتا تھا تقسیم کیا جاتا رہا۔

فروری ۴۹ء میں بہت سے ملکوں کے ساتھ سلسلہ عام ڈاک رواں ہو جانے پر ان ممالک کو رسالہ بھیجا گیا۔ مگر افسوس ہے کہ تا حال اسلامی ممالک سے اس ملک کے تعلقات کلی طور پر منقطع رہیں۔ اس لئے ہم اس وقت تک بلاد اسلامیہ میں (سوائے عدن کے) رسالہ ہذا کے ارسال کرنے سے قاصر ہیں۔ اور خدا تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ یہ سلسلہ پھر رواں بھی ہوگا یا نہیں

رسالہ کے ہر نمبر کا مسودہ طبع کرنے سے پہلے ملٹری سنسر کو برائے حصول اجازت طباعت بھیجنا پڑتا ہے۔ اور بعد طباعت بھی اس کی دو کاپیاں ارسال کرنی پڑتی ہیں۔ اور یہی حکم دیگر کتب و اشتہارات کی طباعت کے متعلق بھی نافذ ہے۔

بوقت تحریر رسالہ ہذا مشرقی افریقہ۔ حبشہ۔ عدن۔ مغربی افریقہ۔ ارجنٹائن اور برازیل کو بھیجا جاتا رہا ہے۔

اس سلسلہ میں یہ بات بھی قابل ذکر ہے۔ کہ ۴۷ء میں جس قدر عربی اخبارات و رسائل اس ملک سے شائع ہوتے تھے۔ اب ان میں سے صرف اور صرف ہمارا ہی رسالہ ہے۔ جو بفضلہ تعالیٰ جاری ہے۔ اگرچہ پہلے بھی سارے فلسطین میں سے کوئی بھی اسلامی دینی رسالہ شائع نہیں ہوتا تھا۔ مگر اب تو ہر قسم کے رسائل و اخبارات و کتب پر بھی قیامت برپا ہو چکی ہے۔

ہماری دیگر مطبوعات

اس سلسلہ میں رسالہ البشریٰ کے علاوہ مندرجہ ذیل رسائل و اشتہارات بھی اللہ تعالیٰ نے شائع کرنے کی توفیق عطا فرمائی

(۱) ھیئۃ الامم المتحدۃ (قرار تقسیم فلسطین) ایک ہزار شائع کی گئی۔ یہ اشتہار ۲۰×۲۶/۸ کے چار صفحات پر مشتمل ہے۔ اور حضرت اقدس کے مضمون فلسطین کا فیصلہ کا ترجمہ ہے۔ بتوفیق الٰہی یہ اشتہار سلسلہ ڈاک کے بند ہونے سے چند روز پیشتر بلاد عربیہ کی احمدیہ جماعتوں کے علاوہ سب عربی اخبارات کے ایڈیٹروں کو بھی ارسال کر دیا گیا فلسطین کے روزنامہ فلسطین نے اس پر عمدہ نوٹ لکھا۔ دیگر قریبی اسلامی ممالک سے تو کوئی اطلاع نہ مل سکی۔ سوڈان سے ایک خط کسی طرح موصول ہو گیا تھا۔ جس سے معلوم ہوا کہ وہاں کے دو اخباروں نے اسے من و عن شائع کیا۔ اور اچھے ریمارکس لکھے۔

(۲) رسالہ کشف الغطاء عن وجہ شریعۃ البھاء ایک ہزار کی تعداد میں شائع کیا گیا۔ یہ رسالہ ۲۰×۲۶/۸ کے ۲۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں بہائیت کی مختصر تاریخ درج کرنے کے بعد بالمقابل دو کالموں میں اسلام کی تعلیم قرآن مجید سے اور بہائیت کی تعلیم بہائیوں کے خدا کی کتاب اقدس سے درج کی گئی۔ اور بلاد عربیہ کے ناواقف طبقہ پر یہ اثر واضح کیا گیا کہ بہائیت ایک نیا مذہب ہے۔ جس کے احکام اسلام کے احکام کے صریح مخالف ہیں:

درخواست ہائے دعا

(۱) نواب چوہدری محمد الدین صاحب کی پوتی عزیزہ رشیدہ بیگم سخت بیمار ہے (۲) بہاء الحق صاحب وکیل الصنعت دو ماہ سے بیمار چلے آتے ہیں۔ (۳) بشیر احمد صاحب کارکن دفتر الفضل چند روز سے بیمار ہیں۔ احباب ان سب کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

اس رسالہ کے شروع میں حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کا چیلنج بنام زعیم بہائیت بھی درج کیا گیا۔ کہ دعا کے ذریعہ دونوں مذہبوں اسلام اور بہائیت کی حقانیت کسی آسمانی نشان سے ثابت کریں۔ اور یہ رسالہ بذریعہ رجسٹری دو مرتبہ زعیم بہائیت (مسٹر شوقی) جو ہمارے اسی شہر (حیفا) میں رہتے ہیں۔ ارسال کیا گیا۔ ان کی طرف سے رسالہ کی وصولی کی رسید تو بذریعہ ڈاکخانہ ہم نے منگوالی۔ مگر ان کی طرف سے نہ کوئی جواب ملنا تھا نہ ملا۔

(۳) اس رسالہ کی اشاعت پر ۹ ماہ گزرنے پر اور زعیم بہائیت کی طرف سے کوئی جواب موصول نہ ہونے پر ایک اور اشتہار چار صفحہ کا "اتمام الحجۃ علی زعیم البہائیت" (زعیم بہائیت پر اتمام حجت) لکھ کر شائع کیا گیا۔ اور زعیم بہائیت کو بذریعہ رجسٹری اور حیفا کے گلی کوچوں میں عام طور پر تقسیم کیا گیا۔ اس اشتہار کے ذریعہ دوبارہ ان کو مقابلہ کی دعوت دی گئی۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کا چیلنج دوبارہ شائع کیا گیا۔ مگر زعیم بہائیت ایسے چپ ہوئے۔ کہ گویا زندہ ہی مردوں میں داخل ہیں۔

ایک دن الاستاذ السید نور الدین رسائل (انسپکٹر مدارس جلیل) ہمارے دار التبلیغ میں تشریف لائے۔ اور ہمارے رسالہ کشف الغطاء اور چیلنج کی تعریف کی۔ اور دریافت کیا۔ کہ زعیم بہائیت کی طرف سے کیا جواب آیا؟ میں نے ان کو بتلایا کہ ان کی طرف سے کوئی جواب نہیں آیا۔ اس پر انہوں نے کہا "جزاک اللہ خیرا انی اعرفہ انہ جاھل الن یتکلم ابدا"۔

(۴) ایک ہزار بیعت فارم طبع کیا گیا۔

(۵) تحریک جدید کے پندرھویں سال کے لئے چار صفحات پر مشتمل اشتہار شائع کیا گیا۔

(۶) خدا تعالےٰ نے اپنے فضل سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عربی زبان میں آپ کے دعویٰ اور وفات مسیح پر جامع و مفصل کتاب "حمامۃ البشریٰ الیٰ اھل مکۃ وصلحاء ام القریٰ" بھی جو گویا ازالہ اوہام کا عربی ترجمہ ہے۔ شائع کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ یہ معرکۃ الآراء کتاب ۲۰×۲۶/۸ کے ۲۴۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کے شروع میں خاکسار نے حضور کی کتاب "التبلیغ" کی اقتدا میں حضرت اقدس کے حالات (سوانح) کے متعلق بھی سولہ صفحات کا مقدمہ لکھ کر شامل کیا ہے۔ اور اس پر تقریباً ایک ہزار روپیہ خرچ ہوا ہے۔

جنگ عظیم ثانیہ کے شروع میں مکرم انچارج صاحب تحریک جدید کی طرف سے ایک خط موصول ہوا تھا جس میں آپ نے لکھا تھا۔ کہ حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا منشاء ہے۔ کہ حمامۃ البشریٰ شائع کی جائے۔ بلاد عربیہ کے احمدی احباب اور مغربی افریقہ سے بھی بار بار اس کتاب کی فرمائش ہوتی رہتی تھی۔ اللہ تعالیٰ کا شکر و احسان ہے۔ کہ حضرت اقدس کی یہ خواہش اب پوری کرنے کا موقعہ مل گیا۔ اور باوجود یہاں کے فسادات اور جنگ عظیمہ اور جنگ فلسطین کے یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچ گیا۔ جعلہ اللہ نافعا للناس۔

خط و کتابت

کئی ملکوں سے سلسلہ خط و کتابت منقطع ہونے کے باوجود جن ملکوں سے خط و کتابت ہو سکتی تھی ان کو ۵۴۸ خطوط لکھ کر ارسال کئے گئے۔ ظاہری لحاظ سے یہ تعداد تھوڑی نظر آتی ہے۔ مگر ہمارے بجٹ اور غیر معمولی حالات کی وجہ سے اور پھر خرچ ڈاک بھی پہلے سے تین چار گنا زیادہ ہو جانے کی وجہ سے اور اکثر ممالک کو بوجہ غیر معمولی حالات ہوائی ڈاک کے ذریعہ ہی خطوط ارسال کرنے پر مجبور ہونے کے ڈاک کا اس قدر خرچ ایک غیر معمولی خرچ ہے اگر فی خط ایک شلنگ ہی اوسط قرار دی جائے۔ تو گویا خطوط کا خرچ ہی ۲۷/۸/- ۔ یعنی ۳۶۰/- روپے ہوگا۔ اور چونکہ غیر معمولی حالات کی وجہ سے اپریل ۴۸ء سے اگست ۴۸ء تک صرف تار کے ذریعہ ہی ہندوستان اور بعض دیگر ممالک سے تعلق قائم تھا۔ (جو بعد میں ایک لمبے عرصہ تک منقطع رہا) اگر تاروں کا خرچ بھی اس میں شامل کیا جائے۔ تو اس رقم کی میزان بہت بڑھ جاتی ہے۔

زائرین مشن

زائرین مشن کی تعداد تقریباً ۳۰۰ ہے۔ جو سب کے سب الا ماشاء اللہ یہودی تھے۔ تبلیغ سے ان کی روحانی اور قہوہ وغیرہ سے ان کی جسمانی خدمت کی جاتی رہی۔ جاتے وقت تبلیغی اشتہارات وغیرہ بھی دیئے جاتے رہے۔

یہودیوں کے ساتھ عام طور پر "مثیل موسیٰ" کی پیشگوئی زیر بحث رکھی جاتی رہی۔ مگر یہودی آج کل اپنی عارضی فتح کے نشہ میں سرشار ہیں۔ اور ان کی طبائع بھی سیاسیات کی طرف مائل ہیں۔ اور مفتی فلسطین اور عرب لیگ اور شاہان عرب پر ہی نیش زنی کرنے میں لذت حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں ؎

سزد گر خون ببارد دیدۂ ہر اہل دیں
بر پریشاں حالئ اسلام و قحط المسلمین

نو مبایعین

اگرچہ ایسے حالات میں جن کا ذکر اوپر کیا جا چکا ہے۔ یعنی اپنی جائے رہائش میں محصور ہونے اور سارے ملک میں قیامت برپا ہونے کے ایام میں کسی بیعت کی امید رکھنا ایک بہت بڑی امید ہے۔ مگر تاہم اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ۹ اشخاص کو بیعت کر کے اپنے سلسلہ حقہ میں داخل ہونے کی بھی توفیق عطا فرما دی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ ممکن ہے ہماری کوششوں کا نتیجہ نکلنا کسی اور وقت پر موقوف ہو۔ واللہ اعلم

تحریک جدید: تحریک جدید کے چودھویں سال میں شامل ہونے کے لئے بھی احباب حیفا کو دعوت دی گئی۔ ابھی جماعت حیفا ٹاؤن کے سب احباب کی فہرست بھی مکمل نہ ہو سکی تھی۔ کہ حیفا میں عربوں کو شکست ہو گئی۔ اور ہمارے احمدی احباب حیفا ہجرت کر گئے۔ (بہت لمبے عرصہ کے بعد معلوم ہوا۔ کہ سب احمدی احباب حیفا سوائے ایک احمدی دوست السید محمد سعید حزوری کے جو راستہ میں فوت ہو گئے بخیریت دوسرے ملکوں میں پہنچ گئے۔ اس لئے جماعت کبابیر (جو حیفا شہر کا ہی ایک حصہ اور جبل کرمل پر واقع ہے) اس میں شریک ہو سکی۔ اور چودھویں سال کے حساب میں ان کی طرف سے ۹۶/۱۴/- وصول ہوئے۔ اور مرکز کو منتقل کر دیئے گئے۔ پندرھویں سال کے لئے ان کا وعدہ ۱۲۶/۴/- کا ہے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

حفاظت قادیان

اواخر ۱۹۴۷ء میں قادیان کی حفاظت کے لئے بھی یہاں میں نے جماعت کو دعوت دی تھی۔ جس پر مخلصین حیفا و کبابیر کی طرف سے ۱۵۹/۱۰ شلنگ پونڈ جمع ہوئے۔ اور مرکز لاہور کو ارسال کئے گئے۔ (اس فنڈ میں حصہ لینے والے احباب کی فہرست البشریٰ جلد ۱۴ کے صفحہ ۳۹ پر درج ہے) جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

چار دیواری سیدنا محمود

۱۹۳۱ء میں جب یہاں احمدیہ مسجد (جامع سیدنا محمود) تعمیر ہوئی۔ اس وقت کبابیر۔ حیفا میونسپلٹی کی حدود سے باہر ایک گاؤں تھا۔ حیفا کی آبادی یہودیوں کی ہجرت کی وجہ سے بڑھتے بڑھتے ماؤنٹ کرمل پر بھی پھیلنی شروع ہوئی۔ اور ماؤنٹ کرمل بھی حیفا میونسپلٹی میں داخل ہو گیا۔ اور یہ آبادی بڑھتے بڑھتے ایسی بڑھی کہ ۱۹۴۲ء میں کبابیر بھی حیفا میونسپلٹی کے اندر شامل کر دیا گیا۔ یہاں کے قانون کے مطابق سڑکوں کی تعمیر کے اخراجات ان لوگوں کو ادا کرنے پڑتے ہیں۔ جن کے مکانات یا قطعات اراضی اس سڑک پر واقع ہوں۔ اسی قانون کے مطابق برادران کبابیر نے تین ہزار پاؤنڈ خرچ کر کے ماؤنٹ کرمل سے جامع سیدنا محمود تک پختہ سڑک بنوائی اور ہر مذہب و ملت کے لوگ کبابیر میں آنے شروع ہو گئے۔ اس لئے احمدیہ مسجد کے اردگرد چار دیواری بنانا اور اسکی زمین میں درخت وغیرہ لگانا نہایت ضروری ہو گیا۔ اس مقصد کے پیش نظر اور بعض مصالح کی بناء پر میں نے ضروری سمجھا۔ کہ بلاد عربیہ میں رہائش رکھنے والے ہندوستانی احباب کو اس کار خیر میں حصہ لینے کی دعوت دی جائے۔ چنانچہ ۱۹۴۶ء کے اواسط میں خاکسار نے اپنے ہندوستانی دوستوں کو دعوت دی۔ اور ان سے اس کام کے لئے چندہ جمع کیا گیا۔ اور ۱۶۲/۴/۱½ صرف کر کے مسجد کے اردگرد چار دیواری تعمیر کر دی گئی ہے۔ اور اب درخت وغیرہ لگائے جا رہے ہیں۔ اس چار دیواری کی تعمیر میں ۲۶ دوستوں نے حصہ لیا۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔

اور اس سلسلہ میں برادرم مکرم سالک رام صاحب ایم۔ اے خاص طور پر قابل شکریہ ہیں۔ ان دوستوں کی فہرست البشریٰ جلد ۱۴ کے صفحہ ۵۸ و ۵۹ پر درج ہے۔ (وہاں سے ملاحظہ فرمائی جا سکتی ہے)

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے۔ کہ احمدیہ مسجد کی زمین قبل ازیں برادرم مکرم مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری کے نام پر شاملات دیہہ میں حصہ دار کے طور پر درج تھی۔ اب ماہ مئی ۱۹۴۸ء سے آپ کے نام مستقل طور پر اس کا اندراج تمام سرکاری کاغذات میں کروا دیا گیا ہے۔ اور Land Registration office کی طرف سے باقاعدہ ملکیت نامہ حاصل کر لیا گیا ہے۔

دیگر امور

سلسلہ درس بھی جاری رہا۔ تقریباً ساٹھ خطبات پڑھے گئے۔ گورنر جنرل پاکستان محمد علی جناح صاحب کی وفات پر تعزیت کا تار ارسال کیا گیا۔ جس کا جواب حکومت پاکستان کی طرف سے موصول ہوا۔

مرکز کی خبریں ستمبر ۱۹۴۸ء سے بذریعہ برادرم مکرم چودھری خلیل احمد صاحب ناصر اور ان کے بعد برادرم مکرم چودھری غلام یٰسین صاحب اسی طرح امریکہ مشن اور برادرم مکرم چودھری مشتاق احمد صاحب باجوہ امام مسجد لنڈن آنی شروع ہوئیں۔ ہر سہ برادران مکرم نے اس سلسلہ میں کمال اخوت و ہمدردی کا ثبوت دیا۔ اور اپنے پاس سے خرچ ڈاک ادا کر کے میری ڈاک ادھر اُدھر بھیجتے رہے۔ اور مرکز سلسلہ کی خبریں اور یہاں سے گئے ہوئے بھائیوں کے حالات اور خطوط جلد جلد بذریعہ ہوائی ڈاک ارسال فرماتے رہے۔ جس کے لئے میں ان کا از حد ممنون ہوں۔ یہاں کے احباب کا بھی شکریہ واجب ہے۔ جنہوں نے تاریک ترین ایام میں کمال استقامت اور محبت کا ثبوت دیا۔ اور مالی لحاظ سے باوجود تنگ حالی سلسلہ کی امداد فرماتے رہے۔ اور ان احباب کا بھی شکریہ واجب ہے۔ جو اپنی دعاؤں سے ہماری مدد اور حفاظت فرماتے رہے۔ خصوصاً سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز جو ہمارے لئے متفکر اور دریافت حالات فرماتے رہے۔ اور دعائیں فرماتے رہے۔ اور پھر سب سے بڑھ کر ہمارا رب جس کے متعلق ہمارے مقتدا سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ؎

قربان تست جان من اے یار محسنم
با من کدام فرق تو کردی کہ من کنم

بالآخر اپنے ان عزیز بھائیوں کے لئے دعا کی درخواست کرتا ہوں۔ جو فلسطین کے تیرہ مقامات پر رہائش رکھتے تھے۔ اور دینی اپنی طاقت کے مطابق سلسلہ کی مدد فرماتے رہتے تھے۔ مگر اب سب کے سب بے خانماں ہو کر پڑوسی ممالک میں پناہ گزین ہیں۔ اور قابل رحم حالت میں سے گزر رہے ہیں۔ اور ان کے اموال و املاک ان کے قبضہ سے نکل چکے ہیں۔ اور اپنے لئے بھی دعا کی درخواست کرتا ہوں۔ کہ جس مقصد کے پیش نظر مجھے یہاں پر مامور کیا گیا ہے۔ اس میں کامیاب فرمائے۔ آمین۔

صرف قرآن مجید ہی دنیا کیلئے مکمل لائحہ عمل ہے

(از ابن علی بابری متعلم جامعہ احمدیہ احمد نگر)

آج صفحہ ہستی پر جس قدر شرائع کا وجود پایا جاتا ہے ... یہ سب ہی ابنائے عالم نے اپنی ضروریات کے لئے وضع کئے ہیں۔ درحقیقت تو ان میں سے کوئی شریعت یا کوئی قانون بھی ایسا نہیں جو کہ سب زمانوں اور تمام اقوام کے لئے لائحہ عمل کا کام دے سکے۔ سوائے قرآن کریم کے کہ "ھدی للناس" ہے اور کامل اور اتم شریعت ہونے کے باعث سب زمانوں کے لئے کافی ہے پس ایسے حالات میں جب کہ اس کی نظیر موجود ہی نہیں اور کوئی دوسرا قانون یا شریعت اس کے مقابل پر دم مار ہی نہیں سکتا۔ تو پھر اس بے نظیر کتاب کی افضلیت کے متعلق سوال ہی کیا پیدا ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اسے ہر شخص اور ہر قوم افضل تسلیم کرنے پر مجبور ہے۔ لیکن چونکہ یہ زمانہ بھی گمراہی اور ضلالت میں اپنی مثال آپ ہے۔ لہذا آج کے بعض روحانی بینائی سے بے بہرہ لوگوں کی آنکھوں میں دھول ڈالنا چاہتے ہیں۔ اور حقیقت کو چھپانے کے لئے کوشاں ہیں۔ جن میں سے ایک گروہ اپنے تئیں عیسائی کہلاتا ہے اور وہ اس کامل اور اتم شریعت کے مقابل پر انجیل جیسی ناقابل عمل تعلیم کو (پیش کرنے کی) کوشش کرتا ہے۔ لہذا میں انجیل کے چند احکام بطور مثال پیش کرکے ان کا موازنہ قرآنی تعلیم سے کرونگا

انجیل کی تعلیم:- "تم سن چکے ہو کہ کہا گیا آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت پر میں تمہیں کہتا ہوں کہ ظالم کا مقابلہ نہ کرنا۔ بلکہ جو تمہارے داہنے گال پر طمانچہ مارے تو دوسرا بھی اسکی طرف پھیر دے اور اگر کوئی چاہے کہ نالش کرکے تیری قبا لے تو کرتے کو بھی اسے لینے دے اور جو کوئی تجھے کوس بیگار لے جائے تو اس کے ساتھ دو کوس چلا جا" متی ۵/۳۸ تا ۴۱

پھر لکھا ہے:- "تم سن چکے ہو کہ کہا گیا اپنے پڑوسی سے دوستی رکھو اور اپنے دشمن سے عداوت پر میں تمہیں کہتا ہوں کہ اپنے دشمن سے پیار کرو اور جو تمہیں لعنت کریں ان کے لئے برکت چاہو۔" متی ۵/۴۳ تا ۴۴

سب سے پہلے میں اہل نظر کے سامنے متی ۵/۱۷ تا ۱۸ کی عبارت رکھنا چاہتا ہوں لکھا ہے "یہ خیال مت کرو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتاب منسوخ کرنے کو آیا ہوں۔ میں منسوخ کرنے کو نہیں بلکہ پوری کرنے کو آیا ہوں۔ کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت کا ہرگز نہ مٹے گا جب تک سب کچھ پورا نہ ہو"

جائے غور ہے کہ اس دعوی کے باوجود پھر پہاڑی وعظ میں بھی جس کا حصہ یہ مندرجہ بالا احکام بھی ہیں۔ توریت کے خلاف احکام صادر فرمائے ہیں۔ جو کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے اس قول سے تضاد رکھتے ہیں۔ اب میں بیان شدہ تعلیم کو لیتا ہوں۔ جہاں تک دشمنوں سے پیار اور ظالم کا مقابلہ نہ کرنے کی تعلیم کا سوال ہے وہ نہایت ہی خوش منظر ہے اور اگر اس پر عمل کی تیاری کو اٹھا دیا جائے تو کوئی انسان اسکی تعریف کئے بغیر نہ رہ سکیگا لیکن جب ہم اسے اس نظر سے دیکھیں کہ آیا وہ قابل عمل بھی ہے یا نہیں تو پھر اس قیمتی مگر کمزور تعلیم کو چھوڑنے کے سوا بن نہیں پڑتی بے شک یہ تعلیم ان یہود کے لئے جو کہ دشمنی اور جور جفا میں جنگل کے درندوں سے بھی سبقت لے گئے تھے موزوں ہو سکتی ہے۔ کیونکہ ایسے لوگوں کو اعتدال پر لانے کے لئے یہی ضروری تھا کہ انہیں وقتی طور پر نرمی اور اس قدر بے نفسی کی تعلیم دی جاتی۔ مگر جب اس تعلیم کو اسکے اصل مقصد سے الگ کرکے اور اپنے محور سے ہٹا کر دنیا کے سامنے عام قانون کے رنگ میں پیش کیا جائے۔ تو ہر طرف سے ایسی شریعت کو قبول کرنے سے انکار کی آواز ہی سنائی دیگی جیسا کہ آج خود عیسائی شریعت کو لعنت قرار دے چکے ہیں۔

اب میں اسکے مقابل پر وہ تعلیم پیش کرتا ہوں جو کہ رہتی دنیا تک بنی نوع انسان کے لئے قابل عمل اور مفید ہے اور کوئی زمانہ یا قوم ایسی نہیں کہ جس کی ضروریات کو اس مقنن حکیم نے نظر انداز کر دیا ہو۔ چنانچہ ظالم کے مقابلہ کے متعلق فرمایا "جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا فمن عفا واصلح فاجرہ علی اللہ" انجیل کی طرح یہ نہیں فرمایا کہ ظالم کا مقابلہ مت کرو اور نہ توریت کی طرح (جو کہ غلاموں . . . . . کو اٹھانے کے لئے سختی پر) فرمایا کہ آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت بلکہ فرمایا کہ محض درگذر کرنا اور معاف کرنا بھی کوئی نیکی اور خوبی نہیں اور محض انتقام بھی پسندیدہ امر نہیں۔ بلکہ صحیح طریق اور مفید مسلک یہ ہے کہ موقعہ اور محل کے مناسب طریق اختیار کیا جائے اور مدنظر اصلاح ہو اگر کوئی شخص یہ جانتے ہوئے کہ اس کا یہ فعل ظالم کی اصلاح نہیں کرے گا۔ بلکہ بگاڑ پیدا کریگا پھر ظالم کو معاف کرتا ہے۔ تو یقیناً وہ قابل مواخذہ ہے۔ مگر دوسرا شخص گو اسلئے ظالم کو سزا دیتا ہے کہ وہ اسی میں اس کی بھلائی دیکھتا ہے۔ تو اگرچہ اس نے سزا دی۔ مگر یہ قابل تحسین قرار پائے گا۔ کیونکہ اس کے کام سے نتیجہ اچھا نکلا پس محض عفو یا انتقام کوئی خوبی نہیں۔ مگر جب یہ اس خلق کا اظہار بپابندی مقتضائے حال ہوگا۔ اس وقت یہ محمود ہوگا ورنہ نہیں اسی طرح دشمنوں سے پیار کے متعلق فرمایا "ان اللہ یامرکم بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربی" یعنی یہ نہیں کہ تم دشمنوں سے پیار کرو۔ بلکہ تمہارا ذاتی دشمن ہونا ہی نہیں چاہیئے اور تمہیں بد سے نہیں بلکہ بدی سے نفرت ہونی چاہیئے۔ کیونکہ اگر آپ بد سے نفرت کریں گے۔ تو اسکی اصلاح کے مواقع کھو بیٹھینگے۔ اور اگر بدی سے نفرت ہوگی۔ تو اصلاح خلق کا ایک جوش اپنے اندر محسوس کریں گے۔ یعنی تم اس سے دشمنی رکھو جو کہ خدا اور اسکے رسول اور اسکی کتاب کا دشمن ہے اور تمہارا دوست وہی ہو جو ان کا دوست ہے اور جو لوگ تم سے حسن سلوک کریں۔ ان سے حسن سلوک کرو۔ بلکہ امر ہے بڑھ کر ان لوگوں پر بھی احسان کرو جو کہ تم سے کبھی نیکی نہیں کرتے بلکہ فرمایا کہ اس سے بھی بڑھ کر تم مخلوق خدا پر یوں احسانات اور ان سے یوں حسن سلوک کرو۔ گویا کہ وہ تمہارے رشتہ دار ہیں۔ یعنی نیکی اور حسن سلوک کرنا تمہاری عادت ثانیہ ہو جائے اور تم ماؤں کی طرح طبعی جوش کے ماتحت بغیر کسی بدلہ کی امید کے بنی نوع انسان پر رحم کرتے جاؤ۔ یہ خیال نہ کرو کہ اس نے مجھے تکلیف پہنچائی ہے یا اس نے کبھی مجھ سے نیکی نہیں کی بلکہ اس لئے کہ یہ تمہارے خدا کی مخلوق ہے۔ تم ان پر مہربانی اور انعام کرتے جاؤ۔ اب دیکھیں انجیل کی طرح قرآن نے یہ محال امر نہیں کہا کہ کسی کو دشمن بھی رکھو اور پیار بھی کرو۔ حالانکہ پیار اور دشمنی متضاد ہیں اور ان کا اجتماع محال لیکن قرآن کریم نے ایک طرف تو دشمنی کو مٹا دیا۔ دوسری طرف پیار نہیں بلکہ ایتاء ذی القربی کا مقام مومنوں کو عطا کیا۔ یہ وہ کامل تعلیم ہے جو کہ . . . . تشنہ لبان کو روحانیت کے شیریں اور خنک پانی سے سیراب کر سکتی ہے۔ اس اعلی اور اجل تعلیم کی موجودگی میں۔ کوئی اور لائحہ عمل یا شریعت پیش کرنا گویا سورج کو چراغ دکھانا ہے۔ آخر کب تک دنیا نور سے آنکھیں بند رکھے گی اور حقیقت سے موہنہ موڑے رہے گی۔ وہ دن قریب ہیں۔ کہ حقیقت کے دلدادہ سرنو روحانیت کے پرستار پروانہ وار اس شمع منور کے گرد جمع ہوں گے۔ اور خدا کی بادشاہت انسانوں کے دلوں پر مضبوط ہوگی۔

درخواست ہائے دعا

میرے نانا حضرت مولوی محمد اسمعیل صاحب سیالکوٹی قادیانی جو کہ حضرت مسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پرانے صحابہ میں سے ہیں۔ قادیان سے آنے کے بعد سے بیمار چلے آتے تھے اب ان کے متعلق اطلاع ہے کہ آپ بہت زیادہ بیمار ہیں اور نقاہت بہت زیادہ ہے۔ احباب جماعت سے دعا کے لئے درخواست ہے۔ (محمد مسعود احمد سٹیشن ماسٹر منٹگمری)

۲۔ میرے بڑے بھائی چوہدری عطاء اللہ صاحب مولوی فاضل ہیڈ ٹیچر تعلیم الاسلام ہائی سکول کو اللہ تعالیٰ نے پانچ لڑکیوں کے بعد پہلا لڑکا عطا فرمایا۔ بزرگان جماعت سے درخواست ہے کہ نومولود کی صحت۔ عمر دراز۔ اور خادم احمدیت بننے کی دعا فرماویں۔ (چوہدری جمال الدین احمد قادیانی کوچہ احمدیہ جھنگ)

۳۔ میں آج کل بعض شدید مشکلات میں مبتلا ہوں۔ احباب درد دل سے ان مشکلات کے ازالہ کے لئے دعا فرمائیں۔ (ابوالفضل محمود بلاک نمبر ۳ ماڈل ٹاؤن لاہور)

۴۔ میرے ہاں ۱۲/۱۷/۴۹ کو لڑکی پیدا ہوئی جو کہ ۱۲/۲۵/۴۹ کو فوت ہوگئی۔ بچی کی والدہ بیمار ہے۔ دوست دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ اسکو صحت عاجلہ کاملہ عطا فرمائے۔ آمین (خاکسار مولا بخش پشاور چھاؤنی)

۵۔ میرے والد ڈاکٹر حبیب اللہ خاں ایک ہفتہ سے بوجہ انتڑیوں میں درد ہونے کے بیمار ہیں احباب دعائے صحت فرمائیں (بنت ڈاکٹر حبیب اللہ خاں ابو حنیفی زیتی)

۶۔ میری والدہ بوجہ درد پسلی کے دو تین دن سے بیمار ہیں۔ پہلے سے قدرے افاقہ ہے احباب صحت کاملہ کے دعا فرمائیں۔ (خاکسار محمد سلیم لاہور)

۷۔ میری اہلیہ چار پانچ روز سے بوجہ بخار بیمار ہیں اور اب قدرے افاقہ ہے مگر نقاہت بہت ہے احباب ان کی صحت کاملہ کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں (مسز محمد [illegible] لاہور)

دعائے مغفرت:- میری اہلیہ صاحب جو صحابیہ تھیں فوت ہوگئیں ہیں — احباب دعائے مغفرت فرمائیں (نظام دین [illegible] عمر ۵۰ سال [illegible])

قائد اعظم کی یادگار

اہل پاکستان محسن کش اور احسان فراموش نہیں کہ پاکستان کے قیام کے اتنے قلیل عرصہ ہی میں انہیں مسلمانوں کے اتنے برگزیدہ اور جلیل القدر محسن قائد اعظمؒ کے احسانات یاد دلانے کی ضرورت ہو۔ کون نہیں جانتا۔ کہ مرحوم نے اپنی عمر کا زیادہ حصہ مسلمانانِ ہند کو ایک مشترکہ آزاد مملکت میں باوقار حیثیت دلانے کی کوششوں میں صرف کر دیا مگر جب انہیں برادرانِ وطن کی شاطرانہ چالوں کا پورا پورا اندازہ کرلینے کے بعد معلوم ہو گیا۔ کہ مسلمانوں اور ہندوؤں کا اتحاد ناممکن ہے۔ اور ہندوستان کے مخصوص حالات کے پیش نظر اس ملک میں نام نہاد جمہوری طرز حکومت مسلمانوں کو غلاموں کا غلام بنا کر چھوڑے گی تو انہوں نے اپنی عمر کے اس حصہ میں جب لوگ عموماً عملی دنیا سے کنارہ کش ہو کر آرام کرتے ہیں مسلمانوں کی ایک جدا آزاد ریاست کا مطالبہ پیش کر دیا۔ اور اس کے لئے ایسی تندہی اور مستعدی سے شبانہ روز کام کرنا شروع کر دیا۔ جن پر ہزاروں جوانوں کو بھی رشک آنا چاہیئے۔

غیر منقسم ہند میں قائد اعظمؒ کی تنہا ذات تھی جس نے مسلمانوں کی منتشر صفوں کو مسلم لیگ کے جھنڈے کے نیچے جمع کیا۔ اور ان کے سامنے ایک مشترکہ نصب العین پیش کیا۔ دوسروں کا کیا شکوہ۔ خود انہوں نے مرحوم کو برا بھلا کہا۔ مرحوم کا مذاق اڑایا۔ مرحوم کی جان تک پر حملہ کیا گیا مگر "دلِ دیوانہ لگا رخویش بفشیاند" کے مصداق قائد اعظمؒ کو اس وقت تک چین نہ آیا۔ جب تک انہوں نے وہ منزل سر نہ کر لی جس کا نشان ہوتے جاگتے ان کے پیش نظر رہا تھا۔ انہوں نے پاکستان قائم کرا کے مسلمانوں کو نہ صرف ان کی عظمت رفتہ واپس دلا دی۔ بلکہ اپنے عمل سے انہیں یہ تعلیم بھی دی کہ مسلمان "ضبط۔ تنظیم اور یقین" کے ساتھ ناممکن سے ناممکن کام پورا کر سکتے ہیں۔

در رہِ منزل لیلیٰ کہ خطرہاست بجاں
شرط اول قدم آنست کہ مجنوں باشی

یہ قائد اعظم ہی کا اخلاص تھا کہ جس نے مسلمانوں کو ایسا مسحور کیا کہ وہ ان کے ادنیٰ سے اشارے پر پاکستان کے لئے اپنا تن من دھن نثار کرنے کو تیار ہو گئے۔

اسی طرح پاکستان بننے کے بعد ہندوستان میں مسلمانوں پر جو مظالم ہوئے۔ انہوں نے وہ سب مردانہ وار برداشت کئے۔ اپنے لاکھوں زن و فرزند کو پاکستان کی قربان گاہ پر چڑھا دیا۔ اور وہ اپنی اور اپنے بزرگوں کی سالہا سال پرانی کروڑوں روپے کی جائداد سے اس طرح یکدم پیچھا چھڑا کر پاکستان بھاگے جیسے کوئی کسی مہلک مرض سے بھاگتا ہے۔ یہ قائد اعظم اور پاکستان کا عشق تھا کہ پاکستان آکر ان لاکھوں تباہ حال فرزندان توحید نے فقیری میں شاہی کے مزے لوٹنا گوارا کیا مگر اپنے محبوب قائد اعظم کا دامن نہ چھوڑا۔

مگر اب؟ اب کہ قائد اعظم اپنا کام ختم کر چکے اور اپنے جانثاروں پر خود نثار ہو گئے۔ ہمیں ان کی یاد میں کچھ کرنا ہے یا نہیں؟ کیا اس کار خیر کے لئے کسی فہمائش۔ کسی یاددہانی کی ضرورت ہے ہرگز نہیں۔ قائد اعظم کی یادگار قائم کرنا ہمارا اپنا فرض ہے۔ ہماری طرف سے مرحوم کی خدمات کا معمولی سا اعتراف ہے۔ ان کی بارگاہ میں ان کی قوم کا ادنیٰ سا نذرانہ ہے۔ یہ فرض ہمیں ضرور ادا کرنا ہے۔ اور اسی تن دہی سے ادا کرنا ہے جس سے مرحوم نے ہمارے سروں پر پاکستان کا شامیانہ کھڑا کرنے کے سلسلے میں کام کیا تھا۔

قائد اعظم کے نامور جانشین ہمارے محترم بزرگ اور ناخدائے قوم ہز ایکسیلنسی الحاج خواجہ ناظم الدین گورنر جنرل پاکستان نے قائد اعظم کے پچھلے یوم پیدائش پر مرحوم کی یادگار کے سلسلے میں ہمارے سامنے کچھ عملی تجاویز پیش کی تھیں۔ ان کا خلاصہ یہ ہے

گو پاکستان خود ان کی سب سے بڑی یادگار ہے۔ لیکن پھر بھی ہماری آرزو ہے کہ ان کے مزار کی عمارت ان کی عظمت کی آئینہ دار ہو۔ ان کے نام سے موسوم ایک ایسی جامع مسجد جو اس شیدائی اسلام کے جذبۂ اسلام کی صحیح آئینہ دار ہو۔ ہمیں ایک ایسا دار العلوم قائم کرنا چاہیئے۔ جو اس منبع علم و فضل کی علمیت و فضیلت کا آئینہ دار ہو۔ ہمیں ان کی یاد میں ایک فنی ادارہ تعمیر کرنا چاہیئے۔ جو ان کی جدت پسند اور صحیح معنوں میں ترقی پسند طبیعت کا آئینہ دار ہو۔

برما کو پچاس لاکھ پاؤنڈ قرض دیئے جانے پر غور ہو رہا ہے

پاکستان و ہندوستان اور لنکا بھی حصہ لیں گے

لنڈن ۱۱ جنوری۔ سرکاری حلقوں نے کل اس اطلاع پر کوئی تبصرہ نہیں کیا کہ برما کو مالی امداد کی شکل جس کی ہفتہ کے آخر میں تیل کی امداد ختم ہونے کے اعلان کی وجہ سے امید ہوئی تھی معقول قرضہ کی ہو گی۔ تاکہ برمی روپیہ کی قدر کو تقویت پہنچائی جا سکے۔ یہاں کہا جا رہا ہے کہ برما کو دولت مشترکہ کی امداد کے مسئلہ پر کولمبو کانفرنس میں گفتگو ہو رہی ہے۔

کاروباری حلقوں کا گمان ہے کہ پچاس لاکھ پونڈ کے قرضہ پر غور کیا جا رہا ہے۔ ایوننگ سٹینڈرڈ کا بیان ہے کہ اگرچہ اس قرض کا زیادہ حصہ برطانوی خزانہ سے جائے گا۔ لیکن پاکستان ہندوستان اور لنکا کے بھی اس قرضہ میں حصہ لینے کا امکان ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ برما دو اور مقصد کے لئے بھی قرض تلاش کر رہا ہے۔ چاول کی برآمد لئے مالی امداد بہم پہنچانا اور بین الاقوامی مونیٹری فنڈ کے رکن کی حیثیت سے اپنے فرائض پورا کرنا۔ (اسٹار)

امریکہ کے باہمی تبادلہ کی تجارت پر مجبور ہو جانے کا امکان

لنڈن ۱۱ جنوری۔ لنڈن کے اخبار اسٹار کے سٹی ایڈیٹر کا بیان ہے کہ ممکن ہے کہ امریکہ جلد ہی باہمی تبادلہ کی تجارت پر مجبور ہو جائے۔ اگرچہ امریکی اس طرز تجارت کو قدیم اور ناکارہ طریقہ سمجھ کر اسے ناپسند کرتے ہیں۔ اگر ایسا فیصلہ ہو گیا تو اس کی وجہ فاضل سامان کے لئے کموڈٹی کریڈٹ کارپوریشن کی درخواست ہو گی یہ ادارہ بوقت روئی۔ غلہ اور خشک انڈوں سے اس قدر مطلوب ہوا ہے کہ اب اس کے پاس امریکی کاشتکاروں کی فاضل پیداوار خریدنے کے لئے پیسہ بالکل باقی نہیں رہا۔ ہندوستان سے ان میں سے بعض اشیاء کے تبادلہ کی پہلی کوششیں کامیاب نہیں ہوئی ہیں۔ لیکن خیال کیا جاتا ہے کہ اب اگر ایسے تبادلہ کا انتظام ہو سکے تو امریکی محکمہ زراعت اس کیلئے تیار ہے۔

امریکہ سے باہر حکومتوں کے درمیان اشیاء کا باہمی تبادلہ اکثر ہوتا رہتا ہے اب سرکاری طور پر بھی ایسا سودا کیا جا رہا ہے۔ فرانس اور ارجنٹائن کے درمیان ایک معاہدہ کے ماتحت جاپان نے فرانس کے جاپانی مال کی خریداری کی ضمانت پر ارجنٹائن سے گندم خریدا ہے یہ اطلاع بھی موصول ہوئی ہے کہ سویڈن نے جرمن مال کے تبادلہ میں ارجنٹائن کا گندم خریدا ہے۔ (اسٹار)

بڈاپسٹ یونیورسٹی میں روسی پروفیسر

ہنگری کے اخبار "زابادنیپ" نے کچھ روز قبل روسی پروفیسر پیٹروسکی کی سوانح عمری شائع کی ہے۔ پروفیسر موصوف کو حال ہی بڈاپسٹ یونیورسٹی میں شعبہ جراحت کا صدر مقرر کیا گیا ہے۔ آپ ۱۹۰۸ء میں پیدا ہوئے تھے اور ۱۹۲۹ء میں ماسکو یونیورسٹی سے گریجوایٹ ہوئے ۱۹۰۵ء میں انہیں لینن گراڈ کی فوجی طبی درسگاہ میں اتالیق مقرر کیا گیا۔ ۱۹۴۹ء میں سوویٹ یونین کی طبی اکادمی کے شعبہ جراحت کے سب سے بڑے سرجن بنائے گئے۔ بعد میں ماسکو یونیورسٹی نمبر ۲ میں جو اب سٹالن یونیورسٹی کہلاتی ہے لیکچرار مقرر ہوئے۔ پروفیسر پیٹروسکی نے پچاس سے زیادہ کتابیں لکھیں ہیں۔ کچھ کتابیں خون کی منتقلی اور زخموں کی ماہیت اور ان کے علاج کے بارے میں ہیں اور کچھ میں انہوں نے جنگ کے زمانے میں جو اپریشن وغیرہ کئے تھے۔ اس میں ان کا ذکر کیا ہے "آج و ملک" (جو ہنگری کی سوویٹ ہنگری سوسائٹی کا اخبار ہے) نے لکھا ہے کہ پروفیسر صاحب کا تقرر ہمارے ملک کی سائنٹفک زندگی کی ترقی کے لئے بہت اہم ہے اور اس سے ہنگری اور روس کے سائنسدانوں کے درمیان بہتر تعلقات قائم ہو جائیں گے۔

"نظام" "راج پرمکھ" بن گئے

حیدرآباد ۱۱ جنوری۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ جب ۲۶ جنوری کو ہندوستانی جمہوریت معرض وجود میں آئے گی۔ اس دن نظام دکن "راج پرمکھ" (آئینی سربراہ) کی حیثیت سے اپنے عہدے کا حلف اٹھائیں گے۔

سلیمانکی ہیڈورکس کے تمام بند پاکستان کی ملکیت ہیں

لاہور ۱۱ جنوری۔ مسٹر محمد انور چیف ایڈوائزر حکومت پنجاب نے آج ایک بیان میں بتایا کہ سلیمانکی ہیڈورکس کے جھگڑے میں ہندوستان کا معاملہ بالکل کمزور ہے۔ ریڈکلف ایوارڈ کی رو سے یہ تمام ہیڈورکس اور بند پاکستان کے حصہ آئے ہیں اور تعمیر کرتے وقت بھی ان تمام بندوں کے اخراجات ہیڈورکس کے اخراجات کی مد میں ڈالے گئے تھے۔ آپ نے پاکستانی فوجیوں کی جرأت اور حوصلے کی داد دی جو پاکستان کی سرحدوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

امریکن فلم کے متعلق خدشات بالکل بے بنیاد ثابت ہوئے ہیں

کراچی ۱۱ جنوری۔ آج پاک پارلیمنٹ میں امریکی فلم "ایوری بادی ڈزاٹ" پر مرکز سوالات ہوتی رہی۔ جس کے متعلق طول و عرض پاکستان میں شدید احتجاج کیا گیا تھا۔ اور بے شمار قراردادیں منظور کی گئی تھیں۔ ایک سوال کے جواب میں ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی نے فرمایا کہ ناقابل تردید شہادت سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ اس فلم کے خلاف تمام الزامات بے بنیاد ہیں۔ اس لئے اس فلم پر پابندیاں عاید کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

آپ نے فرمایا کہ جب حکومت کی توجہ اس امر کی طرف دلائی گئی تو حکومت پاکستان کے دفتر خارجہ نے فی الفور اپنے سفیر متعینہ واشنگٹن کے ذریعہ امریکی سفارت سے تحقیق کی۔ جس نے اس معاملہ میں پورا پورا تعاون کیا۔ اس وقت کے بعد ہمارے سفیر متعینہ امریکہ اور ہائی کمشنر متعینہ کنیڈا نے اس امر کی تصدیق کر دی ہے کہ یہ تمام الزامات بے بنیاد تھے اور فلم میں حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالےٰ عنہا کا ذکر تک بھی نہیں۔

انگلستان میں انتخابات ۲۳ فروری کو منعقد ہوں گے

لنڈن ۱۱ فروری۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ انگلستان میں عام انتخاب ۲۳ فروری کو منعقد ہوں گے۔ اعلان میں بتایا گیا ہے کہ شاہ جارج ششم نے جمعہ ۳ فروری کو پارلیمنٹ توڑنے کے فیصلہ پر اظہار رضامندی کر دیا ہے۔ اس فیصلہ سے وہ غیر یقینی صورت حالات ختم ہو گئی ہے جو انتخابات کے متعلق پائی جاتی تھی۔

آسٹریا سے تاوان وصول کرنے کا مسئلہ

لنڈن ۱۱ جنوری۔ روس کے وزیر خارجہ موسیو جارج زاروبن نے آسٹریلیا کے معاہدے کے متعلق نائب وزراء خارجہ کے اجلاس میں اعلان کیا کہ اس وقت تک کسی بھی معاملہ پر بحث کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی جاتی جب تک روس اور آسٹریا کے براہ راست مذاکرات ختم نہ ہو جائیں۔

پاکستان کے خام مال کی دنیا میں مانگ بہت زیادہ ہے

لنڈن ۱۱ جنوری۔ سر فیروز خان نون نے پاکستان روانہ ہونے سے پہلے ایک پریس کانفرنس میں کہا کہ ہندوستان اور پاکستان کے درمیان تجارت بند ہونا بہت ہی افسوسناک ہے لیکن پاکستان کو اپنا خام مال فروخت کرنے میں مشکل کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔ کیونکہ پاکستانی مال کی مانگ بہت زیادہ ہے۔ افغانستان اور پاکستان کے تعلقات کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ افغانستان کے عوام تو پاکستان کے ساتھ ہیں۔ صرف افغانستان کی حکومت ہی ہے جو مشکلات کھڑی کر رہی ہے۔ یہ بیان کرتے ہوئے کہ ہندو پاکستان برکوچک کی اقتصادی اور مجلسی زندگی کے لئے پاکستان اور ہندوستان کے تعلقات خوشگوار ہونے چاہئیں۔ آپ نے فرمایا کہ پاکستان جنگ نہیں چاہتا۔ اور اس کی ہرگز تمنا نہیں کہ وہ کسی بھی صورت میں ہندوستان کے ساتھ برسرپیکار ہو۔ بلکہ پاکستان اس کا خواہاں ہے۔

محترمہ فاطمہ جناح کا بیان

کراچی ۱۱ جنوری۔ محترمہ فاطمہ جناح نے ایک بیان میں اس خبر کی تردید کی ہے کہ ایک جلسہ ان کی زیر صدارت منعقد ہو رہا ہے۔ جس میں قائد اعظم میموریل فنڈ کیلئے چندہ جمع کیا جائے گا۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے افسوس ہے کہ میرے نام کو کس طرح استعمال کیا جا رہا ہے۔

بیگم لیاقت علی خاں کو ارجنٹائن آنے کی دعوت

کراچی ۱۱ جنوری۔ ارجنٹائن کے صدر کی بیوی نے بیگم لیاقت علی خاں کو ارجنٹائن آنے کی دعوت دی ہے۔ یہ دعوت آج بیگم لیاقت علی خاں کو ڈاکٹر ڈان ڈیاگو لوئیس مولینری صدر مجلس امور خارجہ ارجنٹائن سینیٹ کی خدمت میں پیش کی۔ انہوں نے ایک پریس کانفرنس میں بتایا کہ بیگم لیاقت علی خاں جب مئی میں مسٹر لیاقت علی کے ساتھ امریکہ جائیں گی تو وہ غالباً ارجنٹائن جائیں گی۔ آپ نے کہا کہ ممکن ہے کہ مسٹر لیاقت علی بھی بیگم کے ہمراہ ارجنٹائن جائیں۔ سینیٹر موصوف پاکستان کی حکومت کی دعوت پر پاکستان تشریف لائے ہیں۔ اور ہفتہ پاکستان میں قیام کریں گے۔

بیگم لیاقت علی خاں نے ارجنٹائن کے صدر کی بیگم کے دعوت نامہ اور دوستی کے پیغام پر اظہار مسرت کیا ہے۔

— قاہرہ ۱۱ جنوری۔ بعض مصری اخباروں میں شائع شدہ اس اطلاع کی مصری وزارت خارجہ نے تردید کی ہے۔ کہ فلسطین میں عارضی صلح کا معاہدہ ختم ہو گیا۔ ان کا کہنا ہے کہ اسرائیل سے ۲۴ فروری ۱۹۴۹ء کو عارضی صلح ہوئی تھی۔ اور وہ اس وقت تک جاری [illegible] فلسطین کا مسئلہ طے نہیں [illegible] (رائٹر)